إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي وَنُمِيتُ وَنَحْنُ الْوَارِثُونَ ٥

اس میں شک نہیں کہ ہم ہی زندہ رکھتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہم ہی سب کے وارث ہیں

مشرب طریقت

— مصنف —

ڈاکٹر عبدالرحمٰن وارثی۔ ہومیو پیتھ

دیوی شریف۔ بارہ بنکی۔ یوپی

— نظر ثانی شدہ —

حضرت حاجی حافظ حفیظ علی شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ وارثی سنسقا۔ دلدار نگر۔ غازی پور۔ یوپی

— شائع کردہ —

محمد نذیر احمد وارثی

موضع امسارا۔ پوسٹ دھروت ضلع جہان آباد بہار۔

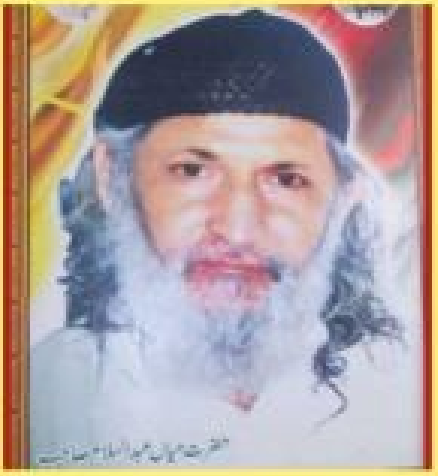

یا وارث
حق وارث

حضرت خواجہ
سید عنبر علی شاہ
وارثی چشتی اجمیری
رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت سید
عبدالسلام
عرف میاں بالکا ابوبکر
رحمتہ اللہ علیہ

عرفانِ سلسلہِ وارثیہ قادریہ

ایف بی گروپ

عرفان سلسلہ وارثیہ قادریہ کی ایک بہترین کاوش
وارثی کتب اب پی ڈی ایف میں آپ سب وارثیوں کے لیے۔
منجانب : رمیز احمد وارثی
جو لوگ سلسلہ کی کتب جو پی ڈی ایف والی پڑھنا چاہتے ہیں
تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔

923101157013

بسم الله الرحمن الرحيم

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔

مصنف :۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہومیو پیتھ
دیوی شریف۔ بارہ بنکی۔ یوپی۔

طباعت :۔ ڈائمنڈ پریس۔ کلکتہ۔

ناشر :۔ مجیب الرحمٰن وارثی
۶ اے مولانا محمد علی روڈ۔ کلکتہ ۲۳

زیر نگرانی :۔ ایف، اے، خان۔ کلکتہ

شائع کردہ
محمد نذیر احمد وارثی
موضع امسارا۔ پوسٹ دھروت
ضلع جہان آباد۔ بہار

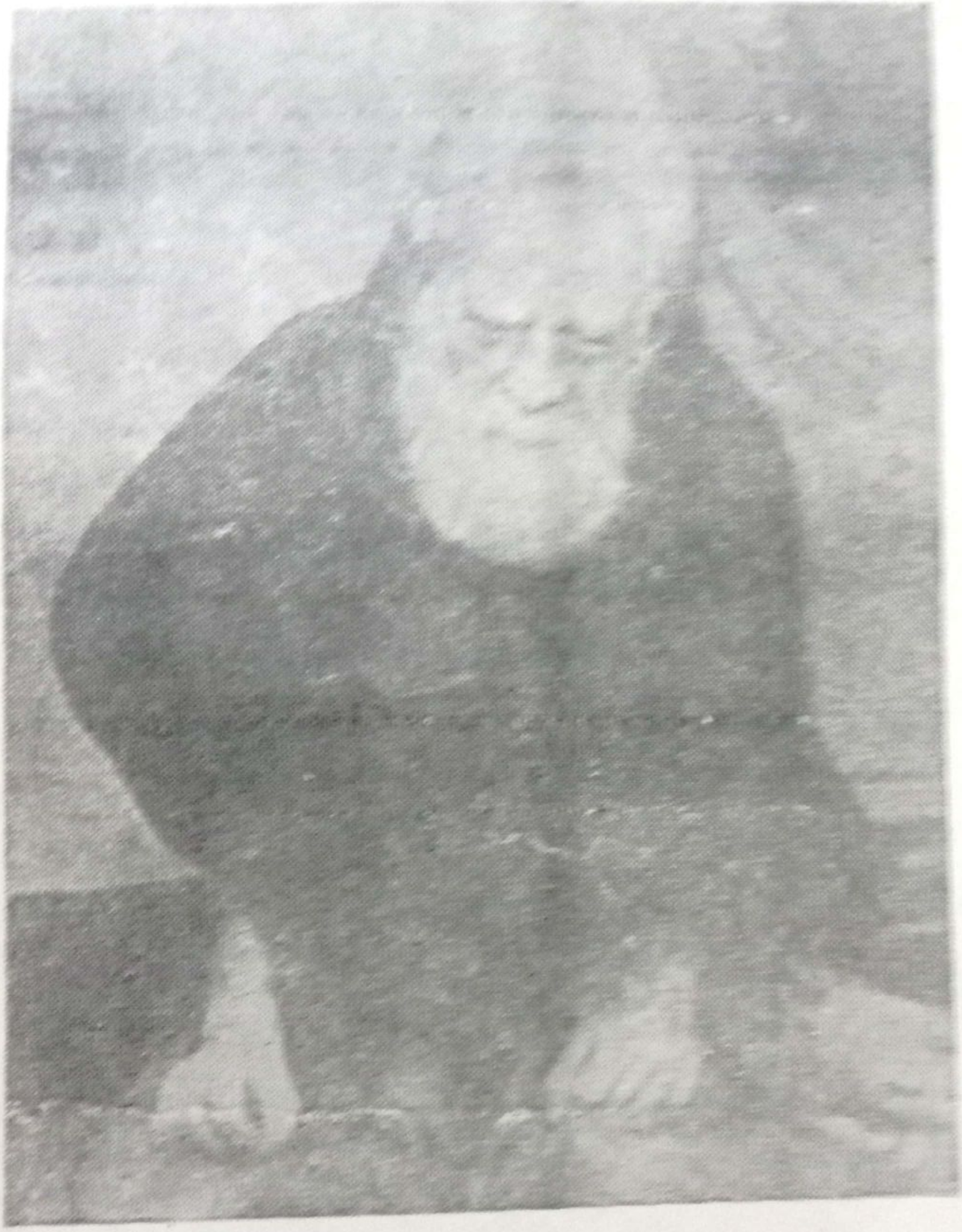

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہیں مگر دیکھنے کی تاب نہیں

حضرت حاجی حافظ حفیظ علی شاہ وارثی جنت مکانی

پیر و مرشد حضرت حاجی حافظ حفیظ علی شاہ وارثی رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل بزرگ تھے اور چمنستان وارث کے خوبصورت اور شاندار پھول تھے آپ کے زندہ کرامت بہت ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بار آستانہ وارثی دلدار نگر میں پاس کے کافر چوروں نے حملہ کر دیا اور حضرت پر لاٹھیوں کی بوچھار شروع کر دی مگر وارث پاک کے کرم سے مرشد کو کچھ نقصان نہیں پہونچا مگر سب سامان چور لے کر فرار ہو گئے مگر اُن سبھوں کے گھر پر نقصانات کا سلسلہ شروع ہو گیا آخر میں وہ لوگ تنگ آکر حضرت کے پاس حاضر ہوئے اور معافی مانگی تب حالات ٹھیک ہوئے یہاں تک کہ اُن کا سردار مرشد کے ہاتھوں مرید ہو گیا اور اُسی وقت سے ان کی غلامی میں رہ گیا اور آج بھی آستانہ کا خادم ہے۔ مشرب الوقت

ہمارے مرشد کی نظر سے یہ کتاب "قانون شریعت" گذری۔ اُن کی خواہش تھی کہ اس کتاب کی اشاعت ہو۔ اُن کے خاص ہم عصروں میں جناب شمبھو رائے محتاج تعارف نہیں وہ سنہ ۱۹۵۴ء میں اسلام قبول کئے اور ان کا نام حضرت نے ہی عبداللہ شاہ وارثی تجویز کیا آج بھی وہ دُنیا اور اپنے خاندان سے الگ ہو کر آستانہ وارثی سنستھا دلدار نگر میں بطور نگراں و نگہبان اپنی بزرگی کا مثال پیش کر رہے ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ مرشد کے خواہش کے مطابق اِس کتاب کی طباعت پوری ہوئی۔ یہ وارث پاک کا کرم اور احسان ہے۔

احقر
مجیب الرحمٰن وارثی

"یا وارث"

میری انتہائے نگارش یہی ہے ÷ تیرے نام سے ابتدا کر رہا ہوں

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین
سرداد نداد دست در دستِ یزید ÷ حقا کہ بنائے لا الہ است حسین رضی

ہماری نماز مشرب عشق کی ہے
وارثی مشربِ عشق کا مرید ہے

نوٹ:۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عشق مشرب ہیں حضرت امام حسین علیہ السلام نے پرواہی کر کے ثابت کر دیا کہ اللہ کی راہ میں ہم نے بغیر کسی عذر کے جان پیش کر دی۔ چونکہ بزرگان سب کے سب حسینی ہیں اسلئے ان کا مشرب عشق ہے اور پرواہی ہے نہ کہ مطلب یعنی نجات سے کوئی تعلق رکھتے ہیں پھر ان کی پیروی کرنا یعنی مرید کیسے نجات یعنی عذاب دوزخ کے مذہب (طالبِ عقبیٰ) سے تعلق رکھ سکتے ہیں۔

ڈاکٹر عبد الرحمٰن
ھومیو پیتھ دیوا شریف بارہ بنکی

ضروری گذارش

حضرات میں ایک عرصے سے ارشادات وارثی کی تشریح کرنا چاہتا تھا لیکن اس کی اتنی ضخیم کتاب ہو جاتی ہے کہ اس زمانے میں جبکہ اردو کے کم جاننے والے ہیں نہ بازار میں لوگ واقفیت کے لئے اس کو خرید سکتے ہیں یا نہ ناواقفیت اردو کی وجہ سے اسکے مقصد سے لوگ واقف ہو سکتے ہیں لہذا میں نے ایک اہم مضمون جو خاص کر پیش پیش ہے کو لے کر یہ مختصر سی کتاب چند ورق کی جس کے ناچیز اہل بھی نہیں ہیں۔ عام بول چال میں ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں اپنی واقفیت سے جیسے کہ سرکار پر قابل ترین سے قابل ترین لوگوں نے اپنے تخیلات کو اپنی واقفیت کے لحاظ سے ظاہر کیا ہے۔ خاکسار نے بھی سارے کاغذ کو ردی کرنے کی تمنا کر کے یہ ادنی سی تحریر عوام کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ خواہ کسی کے کام آوے یا نہ آئے نہ کسی کی مخالفت کرتا ہوں۔ مخالفت سے مجھے کوئی سروکار۔ واسطہ نہیں ہے۔ میں صرف سرکار وارث پاک کے مشرب کو جو میں سمجھتا ہوں، تحریر کر رہا ہوں اور تحریر کر دیا ہے۔

یوں ہی آتی نہیں اندازۂ رندی
شراب اپنے لہو کی میں نے پی ہے

ڈاکٹر عبدالرحمٰن
(ہومیو پیتھ)

التماسِ کمترین

کمترین کی یہ استدعا ہے کہ وارثی صاحبان جو احرام پوش ہیں وہ توجہ فرما کر، ذاکرین جیسا کہ وارثِ پاک نے تعلیم فرمائی ہے اس پر عمل کرکے دوسروں کو بھی ذاکر بنادیں تاکہ حضور کی ذرہ نوازی۔ نعمتوں سے مستفیض ہوں اور دوسروں کو بھی مستفیض کریں اور مشربِ عشق پر عمل کریں۔ جو قرآن شریف میں مذکور پیغمبران نے اور آلِ رسول حضرت حسنین نے کیا ہے اور سرکار وارث پاک بھی حسینی ہیں یہ بھی اسی پر عمل کرتے تھے ان کے مرید ہوکر ہم کیسے دوسرے مذہب کے اصول پر عمل کر رہے ہیں پھر وارثی بھی کہلاویں گے۔ اس وجہ سے دوسرے مذہبوں کی پابندی کرنے سے باز آویں۔ صرف آپ کا یہ عین فرض ہے کہ وارثِ پاک کی پیروی کریں ورنہ پھر سرکار وارثِ پاک سے وارثی مرید کو کوئی فائدہ نہیں مل سکتا۔ جو محض سرکار کے ارشادات پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ممکن نہیں ہوتا ہے۔

میری نہ کو نہ سمجھو میری ہاں کو ہاں نہ سمجھو
کوئی اور بولتا ہے یہ میری زباں نہ سمجھو

احقر

ڈاکٹر عبدالرحمٰن ہومیوپیتھ

دیوا شریف۔ بارہ بنکی

استدعا

انھیں کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی
انھیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات اُن کی

مجھے یہ خوشی ہوئی کہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب نے اس مختصر سی کتاب کو شائع کر کے وارثی مشرب کے لوگوں کو وارثی ارشادات پر چلنے پر ہی وارثی ہونے کی طرف توجہ کرائی ہے۔ میری منزل عشق کی طرف توجہ کرا کر اور ہم وارثیوں کو واقفیت کرا کے مشرب عشق والوں کو ان کا عین عمل میں لانے کے لئے عشق میں ذکر کی طرف توجہ فرمائی گئی ہے اور ہم لوگ ذاکر ہونے کی کوشش کر کے ذاکر ہو جاویں گے اور دوسروں کو بھی ذکر سے واقف کرا کر ذکر کرائیں گے۔ یہ بات شائع کرنے کی ڈاکٹر صاحب نے مان لی جس کا میں مشکور ہوں۔ جس سے سچے وارثی ہو جاویں گے۔

فقط دعا گو

مجیب الرحمٰن وارثی

نمبر 6/A مولانا محمد علی روڈ،

خضر پور۔ کلکتہ ۲۳

اسلام کے تین گروہ ہیں!

(۱) طالب دنیا (۲) طالبِ عقبیٰ

(۳) طالبِ مولیٰ۔

۱۔ طالب الدنیا ۔ مغرورٌ
طالب الدنیا ۔ جاہلٌ
طالب الدنیا ۔ مردودٌ

یہ دنیا والے ہیں چونکہ دنیا والے ہیں ان کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲۔ طالب العقبیٰ ۔ مسرورٌ
طالب العقبیٰ ۔ عاقلٌ
طالب العقبیٰ ۔ مسعودٌ

یہ لوگ مذہب اسلام کے جو اسلام سمجھے دوئم گروہ کے ہیں ان کا طریقہ شریعت ہے یہ جسمانی ہیں یہ جسم پہ لاگو ہوتا ہے۔

۳۔ طالب المولیٰ ۔ منصورٌ
طالب المولیٰ ۔ کاملٌ
طالب المولیٰ ۔ محمودٌ

یہ لوگ مذہب عشق کے ہیں ان کا طریقہ عبادت طریقت، حقیقت اور معرفت ہے ان کا تعلق روح سے ہے یہ

لوگ روح سے عبادت کرتے ہیں یہ ذاکر ہیں عشق کی وجہ سے
یاد کرتے ہیں ۔ اور مذہبِ اسلام میں طالبِ عقبیٰ کے ۷۲ گروہ
ہیں مثلاً اہل سنت میں حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی۔ گروہ ہیں
اس کے علاوہ ایک گروہ بریلوی ہے اور دوسرا گروہ ہے
جس کو دیوبندی کہتے ہیں یہ صرف اہلِ سُنت ہیں لیکن دونوں
میں اختلاف ہے ۔ دونوں گروہوں میں عقیدت میں اور اصول
میں اختلاف ہے ۔

ان کے علاوہ (شریعت والے) با عافیت والے اور گروہ
بھی ہیں جو طالبِ عقبیٰ (جنت والے ہیں) جن کو قادیانی ۔
شیعہ بوری۔ میمن اہلِ حدیث وغیرہ وغیرہ سب کی تعداد بروئے
روایات کے ۷۳ گروہ ہیں ہیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں
اس میں ۷۲ گروہ ہیں یہ سب اپنی عاقبت کے لئے عبادت
کرتے ہیں اور ایک گروہ صرف باقی ہے جو روحانی ہے ۔
(طالبِ مولیٰ کا ہے) یہ ۷۲ گروہ جسمانی ہے اور طالبِ
عقبیٰ (یعنی اپنی نجات کے لئے عبادت کرتے ہیں) صرف ایک
گروہ ان کے علاوہ یہ روحانیت کا طریقہ بتاتے ہیں ۔
طریقت ذات یعنی (اللہ) سے تعلق رکھتا ہے یہ عشق
اللہ تعالےٰ میں ذات سے وصل کے لئے کرتے ہیں۔ یہ کراپنی
عافیت اچھی کے لئے کرتے ہیں یہ طالب المولیٰ ہیں ان میں

کوئی اختلاف بھی نہیں ہے۔ سب ایک دوسرے کے معاون ہیں چاہے طریقۂ عبادت میں اختلاف ہو لیکن کوئی بھی بزرگ کسی بزرگ کے خلاف نہ کبھی رہے ہیں اور نہ آج بھی ہیں۔ مثلاً چشتیہ۔ قادریہ۔ نقشبندیہ۔ سہروردیہ اس کے علاوہ بھی علویہ یا قلندریہ ہے اور سب سے بہترین اولشیہ طریقہ ہے۔ اس روحانیت طریقہ کا جو اولشیہ ہے کا تعلق براہِ راست ذات (اللہ) سے ہے یہ سب ایک گروہ طریقت یعنی روحانیت کے ہیں۔ یہ کوئی اختلاف شریعت والوں کی طرح نہیں کرتے ہیں یہ سب کسی کے مخالف نہیں ہیں یہ طالب المولیٰ کہلاتے ہیں۔ اور ۷۳ گروہ میں ایک گروہ ہے۔ باوجودیکہ طریقہ عبادت میں اختلاف ہے۔ مگر ایک ہی روحانی ہی کہلاتے ہیں۔ اب آپ کو مندرجہ بالا مضمون سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ طالب عقبیٰ جسمانی ہونے کی وجہ سے ہے جو جسم سے ہی عبادت کرتے ہیں جو جسمانیت سے کئے جا سکتے ہیں یہ روحانیت سے ناواقف ہیں۔ اس وجہ سے یہ روح سے کوئی عبادت نہیں کرتے ہیں۔

ذکرِ نطقی غیر عارض پیش دنیست
ذکرِ روحی جز فنِ درویش اینست

(مولانا رومؒ)

اب صاف صاف ظاہر ہو گیا ہے۔ طالب عقبیٰ جو شریعت
کے پابند ہیں اور روح سے ناواقف ہیں اور طالب عقبیٰ والوں
کے اصول جسمانی ہیں وہ روح کے اصول سے ناواقف ہیں۔
اس وجہ سے یہ روحانیت سے کچھ کر ہی نہیں سکتے ہیں۔ یہ
علماء ظاہر طالب عقبیٰ کو جسمانیت کی ہدایت کرتے اور عاقبت
میں جسمانی جنت کے طالب ہیں اور نجات عذاب دوزخ
سے چھٹکارا پانے کے لئے ہی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔

بس اسی طرح سے بقول مولانا رومؒ کے کہ

مولوی ہرگز نہ مولائی نہ شد
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

چونکہ علمائے ظاہر صرف جسمانیت سے واقف ہیں۔
اور صرف جسمانی عبادت کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں اسی
طرح اہل طریقت / روح سے عبادت کرتے ہیں جس سے
علمائے کرام ناواقف ہیں جسمانی اصول صرف جسم سے کرتے
ہیں اور روحانیت کے اصول طریقت جسم سے نہیں کئے جاتے
ہیں۔

مثلاً نماز ظاہر یعنی اسلام میں وضو ضروری ہے اس کی
پابندی ہاتھ پیر و دیگر اعضاء سے کی جا سکتی ہے۔ یہ کرتے
ہیں یہ طالب عقبیٰ کی نماز ہے اگر طالب عقبیٰ یہ نہیں کرتا ہے

تو گویا یہ ظاہری مذہب اسلام کا پابند نہیں ہے ۔ یعنی مسلمان نہیں ہے ۔

اب باطنی مذہب جو طریقت کے ذریعہ یعنی روح سے کرتے ہیں یا یہ عالم ارواح میں جاتے ہیں چونکہ جسمانیت خود روح میں نہیں ہے تو کیا مادی (جسم) اصول یعنی جسمانی اصول کی پابندی غیر مادیت (روح) سے بھی کیا جا سکتا ہے جبکہ روح کے نہ ہاتھ ہے نہ پیر دو دیگر اعضاء وغیرہ ہیں ۔ نہ روحانیت میں یعنی عالم روح میں پانی نہیں ملتا ہے اور نہ پانی سے روح کو پاک کیا جا سکتا ہے ۔ روحانیت میں روحانی اصول کی پابندیاں کرنا ہوگی جسمانیت کے اصولوں کی پابندی کا روح میں ہو ہی نہیں سکتی ہے ۔

آپ یعنی جسمانی عالم ظاہر اسلام کے ہیں جو روح سے ناواقف ہیں پھر روحانیت کے اصول پر جسمانیت سے غلط صحیح فیصلہ کرنے کا کوئی حق اور اختیار بھی نہیں ہے پھر اپنے جسمانیت کے اصولوں کی رُو سے زبردستی کیوں کرتے ہیں ۔ جسم پر تو قانونِ نظام مُلکی لاگو ہوتے ہیں ۔ جو قانون کہلاتے ہیں نہ کہ یہ اصول دین ہے ۔ یہ بالکل دین نہیں ہو سکتا ہے بلکہ دین روحانیت کے بغیر نہیں ہو سکتا ۔ ہمارے اور اللہ کے درمیان بھی میری طرف سے جوابدہی نہ کوئی کر سکتا ہے بلکہ اس کا جواب صرف ہر بندہ کو خود دینا ہوگا ۔

پھر آپ میرے اور اللہ کے درمیان کس اختیارات سے آجاتے ہیں جبکہ آپ کی کوئی ذمہ داری میری کسی طرح کی نہیں ہے پھر آپ کو زبردستی کرنے کا کیا حق ہے اگر آپ کا حق ہے تو پھر اللہ سے حساب وکتاب سے کوئی مطلب نہیں ہے اور نہ سزا جزا دے گا۔

سب آپ حضرات کو اختیار ہے تو حساب کتاب سزا جزا کا آپ کو ہی صرف اختیارات ہیں اپنے سے مجھے واقف کرا دیں تو میں سرنگوں ہو جاؤں گا۔ ایک خطا کی سزا جزا یہاں روز محشر میں بھی ہو گی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ۔ یعنی دین میں زبردستی نہیں۔ پھر یہ آپ کی زبردستی ہے کہ جان تک فتوے لگا کر لے لی جاتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا یہ اصول نہیں جو علماءِ ظاہر کے ہیں ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف ملکی قانون کی تعمیل کی جاتی ہے نہ کہ دین ہے دین کا تعلق ذات سے ہے وہ سزا۔ جزا روز حشر دے گا۔ اس میں کوئی شک ہے۔ اسی وجہ سے اکثر علماءِ دین فرماتے ہیں۔ نہ ہوئی اسلامی حکومت تمہارا سر قلم ہو جاتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ قانون کی تعمیل کے لئے حکومت ہونے پر ہے۔ اس لئے اگر مسلمان کی حکومت ہوتی تو مسلمان

کے قانون کی عمل درآمد ہوتی لیکن مجبوری یہ ہے کہ مسلمان کی حکومت نہیں ہے اس لئے قانون ملکی شریعت کی تعمیل نہیں ہو پاتی ہے۔ یہ دنیا ہوئی۔ دین نہیں ہوا۔ دوسری طرف۔ اس طرح اللہ والوں کی کوئی مجبوری نہیں ہے۔ وہ کبھی بے ادبی یا دیگر نازیبا خطا کی سزا دے دیتے ہیں۔ چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہو اس سے ان کو نہ کوئی مطلب ہے اور نہ مذہب سے کوئی سروکار ہے۔ اور فوائد بھی برابر بلا امتیاز مذہب وغیرہ سے کبھی ان سے لوگ مستفیض ہوتے ہیں ان کو حکومت کی محتاجگی نہیں ہے۔ کیونکہ جسم پر ہی حکومت کے قانون لاگو ہوتے ہیں نہ کہ روح پر۔ نہ کہ حکومت کا کوئی اختیار روح پر ہے اس وجہ سے یہ صاف ظاہر ہو گیا ہے۔ یہ دین نہیں ہے جو حکومت کا محتاج ہو۔ دین کا صرف اللہ سے تعلق ہے اور نظام ملکی کے قانون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے چونکہ روح سے دین کا تعلق ہے جس پر کسی حکومت والے کا کوئی اثر نہیں پڑتا ہے بلکہ یہ حکومت کے حکمران دین والوں۔ یعنی اللہ والوں۔ یعنی دین والوں سے یا روح والوں کے فیض کے ہی محتاج ہیں۔ اب اس سے یہ صاف ظاہر ہو گیا کہ جسمانیت (دنیا) ہے اور روح والے جن کے سامنے سب حکمران سرنگوں ہیں یہ (دین) ہے۔

جسما سے بھی روحانیت ظاہر ہوتی ہے۔ سب نے ان کو اللہ والا
پکارا۔ اسی طرح جسمانیت کا عالم دوزخ ہے۔ یہاں بغیر
تکلیف کے کوئی نہیں رہتا اور روح کے عالم میں کوئی تکلیف
بھی نہیں ہے اسی وجہ سے یہ جنت ہے۔ نہ کبھی فنا ہو گی نہ کوئی
تکلیف ہے دراصل یہ جنت ہے۔ اولیا بے خوف ہیں کیونکہ
ان کا فن روح ہے لہذا جسمانیت میں تکلیف ہے اور فنا
بھی ہے اس سے ان کو خوف کے علاوہ کبھی چھٹکارا ملتا
ہی نہیں ہے۔ جیسے روح والوں کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔
اس مضمون سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ طالبِ عقبیٰ ۷۲ ہیں۔
اور ہر ایک کا ایک اصول جداگانہ ہے۔ اسی وجہ سے ایک
دوسرے کا کہنا ماننا تو درگذر بلکہ کفر کے فتویٰ لگاتے ہیں
اور دیگر قسم قسم کے الفاظ سے ایک دوسرے کی مخالفت
کرتے ہیں جسمانی اصول کی پابندی یکساں جسمانی گروہ نہیں
کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے سخت مخالف ہیں۔ اسی طرح
جسمانی اور روحانی اصولوں میں مذہب مشرب میں بہت اختلاف
فطری ہے۔ مادیت (جسم) کے اصول غیر مادیت (روح) پر تعمیل
ہی نہیں کئے جاسکتے ہیں تو اختلاف تو ظاہر ہے۔ ایک مادی مشین میں بولٹ
اور دیگر قسم کے پرزے لگائے جاسکتے ہیں لیکن غیر مادیت میں یعنی بجلی
میں بھی بولٹ اور دیگر قسم کے پرزے سے کام نہیں لیا جاسکتا ہے۔ نہ ہو سکتا

ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ جسمانیت یعنی مادیت کے اصول مادیت پر تعمیل کریں تو ٹھیک ہیں اور غیر مادیت پر تعمیل نہیں کر سکتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ روحانیت کے اصول روح سے تعمیل کر سکتے ہیں نہ کہ مادیت (جسم) پر بھی کیا جا سکتا ہے۔

مادی (جسمانیت کا مذہب)

(۱) اسلام یعنی ظاہری مذہب۔ جو طالب عقبیٰ جو ہر مسلمان اپنی نجات دوزخ کے لئے کرتا ہے نہ کہ محبت میں خدا کی عبادت کرتا ہے۔

(۲) مشرب عشق (غیر مادیت یعنی روحانیت کے مشرب ہیں) یہ مادیت کے لئے یعنی اپنی نجات کے لئے یہ نہیں کیا جاتا ہے (جو خدا کے لئے عبادت نہیں کرتے ہیں) یہ مادیت سے ہی کیا جا سکتا ہے غیر مادیت یعنی روح سے نہیں کیا جا سکتا ہے اور مادی کے اصول کی پابندی عقل سے ہوتی ہے۔

عشق آمد عقل او آوارہ شد
صبح آمد شمع او بیچارہ شد

عقل ابن الکتاب۔ عشق اُم الکتاب

عقل تمام ابو جہل۔ عشق تمام مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ

اسلام اور مشرب عشق دونوں الگ ہیں تو پھر دونوں کے اصول کیسے ایک ہی ہو سکتے ہیں۔ اسلام بھی اپنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔ حشر میں اپنی عاقبت یعنی جنت کے لئے کرتے ہیں جشر میں اپنی

عاقبت یعنی جنت کے لئے کرتے ہیں۔ اور عشق میں سوائے معشوق کی رضامندی کے لئے ہی کیا جاتا ہے۔
اپنی عاقبت جنت سے اس کا کوئی مطلب سروکار ہی نہیں ہے۔

اسلام کے رُکن :-

۱۔ کلمۂ طیبہ
۲۔ نماز
۳۔ روزہ
۴۔ زکوٰۃ
۵۔ حج

} یہ اسلام ہے۔

ہمارے سرکار وارث پاک کا مشرب عشق ہے

۱۔ عشق ۔ یہ معشوق کو ہر شے میں دیکھے سوائے اسکے کسی کو نہ دیکھے۔
۲۔ یاد معشوق کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتا ہے۔
۳۔ عاشق معشوق کو جان سے سر کے بال سے لے کر پیر کے انگوٹھے تک مجسم ہر جگہ سے بغیر زبان کے روح میں یاد کرتا ہے۔
۴۔ عاشق معشوق کو ہر جگہ یعنی روح میں ہر جگہ دیکھتے اور پاتے ہیں۔ یعنی الصلوٰۃ معراج المومنین کا پابند ہو۔ یہی عشق کی صلوٰۃ ہے۔

اوگھٹ چیلہ وہی گنی جو اپنی شدھ لبرائے
دھیان رہے اور گیان رہے سانس نہ خالی جائے

یہی تعلیمات ہیں اسی کو ذکر کہتے ہیں۔ عاشق ذاکر ہوتا ہے نہ کہ اپنی دوزخ سے نجات چاہتا ہے یعنی عاشق صرف ذاکر ہی ہوتا ہے۔

ہم مرید اسی لئے ہوئے کہ سرکار کے عشق سے واقف ہوں نہ کہ عاقبت میں نجات کے لئے ہوتے ہیں جو جس فن و ہنر سے واقف ہوتا ہے وہ ہی فن و ہنر سکھلا سکتا ہے۔ تو مرید عشق سیکھنے کے

لئے مرید ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب عشق ہے۔ اولیاء اللہ سے بے خوفی سیکھنے کے لئے مرید ہے۔ عاشق بزدل نہیں ہوتا ہے بلکہ بے خوف ہوتا ہے۔

اس سے وارثی صاحبان تارک الصلوٰۃ نہیں ہیں بلکہ دائم الصلوٰۃ ہیں۔ جو ایک سانس بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتے ہیں۔ ہمارے سرکار نے ذاکر ہونے کی تعلیمات دی ہے اگر ہم نے اپنے سرکار کی بتلائی ہوئی صلوٰۃ کو ادا نہیں کیا

مشربِ عشق از ہمہ دینہا جدا است

تو ہم کو سرکار وارث پاک کے مرید کے حیثیت سے ان کی نافرمانی کے جرم میں آجاتے ہیں۔

حضور نے فرمایا ہے کہ اسلام اور چیز ہے اور ایمان اور چیز ہے اس لئے اسلام اپنی نجات کے لئے مذہب ہے۔ ہم عشق میں معشوق یاد ہیں یہی بات ذکر سے ہو سکتی ہے۔ یعنی معشوق کو یاد کرتے ہیں۔ معشوق کے لئے تاکہ معشوق مل جائے۔ اسی لئے ذکر سے فائدہ ہوتا ہے۔ جو بے غرض ہوتا ہے۔ بغیر محبت کے ذکر سے بھی کچھ نہیں ہوتا ہے۔

صلوٰۃ کیا ہے؟

عشق کے مشرب میں اس طرح ابن عربی علیہ الرحمۃ نے متابعت اور محبت کو یکساں بیان فرمایا ہے اور اپنی تفسیر میں آیہ۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط

کے تحت میں صلوٰۃ امت کی اور زیادہ وضاحت فرمائی ہے۔
اور لکھا ہے کہ صلوٰۃ کے معنی یہ ہیں۔ حقیقتاً صلواتہم
عَلَیہِ قُبُولُھُمْ بِھِدَایَۃٖ وَکَمَالہٖ ومحبتھم لذاتہٖ وَ
صِفَاتِہٖ درود امت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کی ہدایت کو قبول
کریں اور محبت ذات صفات میں محو ہو جائیں لیکن یہ مرتبہ ان ذاکرین
صلوٰۃ کا ہے جن کو ذات سے سروکار ہوتا ہے جیسا کہ تفسیر
عرائش البیان یہ آیتہ یاایھا الذین آمنوا ذکرا واللّٰہ کی
تفسیر میں مدارج ذکر نسبت میں لکھا ہے کہ باللسان فی مقامِ
نفس والحضوری فی مقام الروح والمواصلۃ فی مقام الخفار الفنافی مقام
ذات اس تفصیل میں معلوم ہو گیا کہ ذکر بلحاظ استعداد و تفرقہ ہے
اور ذکر کے مدارج ہیں کہ زبانی ذکر مقام نفس ہے اور حضوری
مقام روح ہے اور وصل مطلوب مقام خفا اور فنا یعنی ہستی
مطلوب کے سامنے ذاکر کے وجود ہستی کا نیست و نابود ہونا مقام ذات
ہے یہ بغیر محبت کے حاصل نہیں ہوتا ہم چونکہ ذات کی عبادت کرتے
(طالب المولیٰ) ہیں اس لئے ہمیں نجات کی یعنی (طالب العقبیٰ)
یعنی اسلام کی نماز سے کوئی مطلب سروکار نہیں ہے اس کا
تعلق اسلام سے ہے جو عاقبت میں اچھا چاہتے ہیں ان کو مولیٰ سے
کوئی سروکار مطلب نہیں ہے۔ یعنی یہ ذات کی عبادت نہیں کرتے
ہیں۔ ہم مولیٰ والے کے مرید ہیں نہ کہ عاقبت کے لئے مرید ہیں۔

عاقبت کے لئے مولانا کی ہدایت پر چلیں ان کے لئے جو مسلمان یعنی
جو طالب العقبیٰ ہیں۔ یعنی اسلام مذہب سے مسلمان ہیں ان کو
پابندی کرنا چاہیئے۔ دسں مذہبِ عشق سے ان کا کوئی مطلب و سروکار
نہیں ہے۔

شریعت اسلام۔ اسلام میں پہلا سبق توحید ہے اور
بزرگان اہلِ طریقت کا توحید پر دارومدار ہے۔ اسکا وجہ سے حضرات
صوفیہ کرام نے توحید حباب (حدیث) جل وعلا کی تصدیق کو طالب
صادق کے واسطے مقدم فرمایا ہے اور اس کی تحصیل و تکمیل کے
لئے تصفیہ نفس اور تزکیہ روح کے قواعد نہایت شرح و بسط
کے ساتھ ارقام فرمائے ہیں اور بجائے خود بالکل صحیح اور بہت مفید ہیں
مگر کامیابی محبت پر ہی موقوف ہے اگر محبت الٰہی نہیں تو جملہ کوششیں
بیکار ہیں اور اگر آتش شوق اور سوزِ محبت سے سینہ معمور ہے تو
شان الوہیت کی تصدیق بھی ضروری ہے۔

اب وارثی صاحبان جو مرید طالبِ مولیٰ والے کے ہیں ان سے نجات
کا مذہب اسلام سے کیا تعلق ہے جو (طالب العقبیٰ) ہیں۔ اور
طالب العقبیٰ اور طالب المولےٰ دونوں ایک مذہب نہیں ہے بلکہ
ایک دوسرے کے متضاد یعنی مخالف ہے۔

جو بہک گئے وہ بہک گئے جو سنبھل گئے وہ سنبھل گئے
یہی بادہ نوشی حرام ہے۔ یہی بادہ نوشی حلال ہے

اور طالب العقبیٰ نے ہمیشہ طالب مولیٰ پر فتویٰ لگائے ہیں۔ جبکہ دونوں کا مذہب الگ الگ ہے اور اصول بھی الگ الگ ہیں اور فطری طریقہ سے جسمانی اور روحانیت بالکل الگ ہے تو پھر عقبیٰ والوں کو جبکہ روحانیت سے واقف بھی نہیں ہیں زبردستی اپنے اصولوں کی یعنی طالب العقبیٰ کے اصولوں کی پابندی نہ کرنے پر سزائیں دیتے ہیں کیا اسی طرح دیگر مذہب ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ کے ساتھ کرپاتے ہیں اگر یہ کرپاتے تو ان پر بھی بذریعہ فتویٰ سزائیں دیتے لیکن افسوس ہے کہ اکثریت کی وجہ سے من مانی ۲+۲ = ۸ کہتے ہیں اور منواتے ہیں اور ضدی ہیں۔ دراصل ۲ + ۲ = ۴ کے خلاف فتویٰ لگا کر سزا دے دیتے ہیں۔

لیکن صرف جسم کو، اور عاشق کو پروانگی میں جان کی کوئی قیمت نہیں ہے بلکہ جان نثار کرنا عشق ہی ہے۔ پروانگی کرنا ہی عشق کی آخری منزل ہے۔ اگر اس میں گریز کرے تو عشق کامل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میری راہ میں شہید ہوئے ہیں اُن کو مُردہ مت کہو۔ یہ روح والوں کے یعنی عاشق کی شان میں ہی ارشاد ہوا ہے جو جسم والے ہیں وہ جسم کو شہید کرنا ہی مردہ خیال کرتے ہیں یہ روح کو بھی کہیں شہید کر سکتے ہیں۔ اس لئے روح ہی زندگی ہے جب روح کو ختم نہیں کر سکتے نہ جسمانی شہادت سے مردہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ زندگی یعنی روح ہے۔

اس لئے زندہ ہیں۔ جسم کو موت ہے روح کو موت نہیں ہوتی ہے یہ بقا ہے۔ تو پھر ان کو مردہ یعنی روح والوں کو خدا نے نہیں کہا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ شہیدوں کے ساتھ نازیبا حرکات جب بھی کوئی کرتا ہے تو وہ سزا جزا دے دیتے ہیں۔ تو مردہ کہاں ہیں۔ مردہ تو کسی کی مدد یا سزا نہیں دے سکتا ہے۔ مردہ دوسروں کا محتاج ہے نہ کہ دوسرے مُردوں کے محتاج ہیں اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ روح والوں کے ہمیشہ فیض سے مستفیض ہوتے ہیں لیکن جسمانیت والوں سے کبھی کوئی مستفیض نہیں ہوتا ہے۔ وارثی مرید یعنی بقا والے کے مرید ہیں۔ اور بقا سیکھتے ہیں نہ کہ فنا والوں کے مرید ہو کر فنا کی بجائے بقا بن سکتے ہیں۔ جسم کو موت ہے یہ فنا در فنا ہے صرف روح بقا ہے۔ یہ فنا نہیں ہو سکتا ہے۔ ہم بقا والے سے مرید ہو کر بقا سیکھتے ہیں۔ ہمیں فنا یعنی جسمانیت جس کو قطعی فنا در فنا ہے۔ بقا کبھی حاصل نہیں کرتے ہیں نہ فنا والے بقا سے واقف ہی ہیں یہ بقا والے کبھی بتلا ہی نہیں سکتے ہیں اسلئے ظاہری مذاہب جو جسمانی ہیں کبھی فنا کے علاوہ بقا نہیں بتلاتے ہیں اور بقا والوں کے خلاف جسمانیت کو فنا کرنے کی سزائیں دیتے ہیں۔ لیکن روح والے نہ فنا ہوئے ہیں نہ ہو سکتے ہیں۔

اب خود وارثی حضرات فیصلہ کریں کہ آپ بقا والے کے مُرید

ہیں۔ پھر خدا یعنی جسمانی اصول اسلام جو جسم پر لگتا ہے اور روح
سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے تو آپ مذہب اسلام جسمانی
اصول کے پابند کیسے ہیں اور ہوسکتے ہیں یا پھر سرکار وارث
پاک روح والے کے مرید ہی نہیں ہیں جبکہ اب سرکار وارث
پاک کے ارشادات کے علاوہ آپ شریعت پر چل رہے ہیں۔ آخر
پھر روح والے کے مرید ہونے سے کیا فائدہ ہوا جب آپ
روح والے یعنی سرکار وارث پاک کے اصول اور
ارشاد پر نہیں چلتے ہیں۔ یا چل نہیں رہے ہیں۔ وارثی
بننے کا کیا تعلق ہے۔ کوئی بھی آپ کو وارثی ارشادات
پر عمل کرنے پر وارثی سمجھ سکے گا نہ کہ کسی دیگر اصول پر
چلنے پر وارثی تسلیم کرسکیں گے۔ علاوہ احرام کے۔ فن میں
بھی تو وارثی یعنی روحانی ہونا چاہیے۔ اب خود آپ فرمائیں
کہ جس مشرب کے اصول پر آپ عمل کریں اُسی مشرب کے
کہلائیں گے۔ نہ کہ دوسرے مشرب کے اصول پر عمل کرنے سے
اُس مشرب کے کہلائیں گے۔ اور اسلام کی شریعت یعنی
جسمانی اصول کی پابندی کرکے مسلمان کہلائیں گے۔ نہ کہ
روحانیت والے کہلائیں گے جبکہ آپ روحانیت کے
اصولوں پر چلتے ہی نہیں ہیں نہ فن روح پر عمل ہی نہیں
کرتے ہیں۔ تو فن روح والے وارثی کیسے ہوسکتے ہیں۔

بلکہ دوسرے اصولوں پر اسلام کی پابندی کرتے ہیں اور کہلانا چاہتے ہیں یعنی مشرب عشق روح کے کہلاتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے بلکہ یہ زبردستی نہیں کراتے ہیں تو اور کیا ہے یعنی کریں پابندی اسلام شریعت کی اور روحانیت کی طریقت کے کہلانا چاہتے ہیں۔ یہ تو ایسا ہے جیسے مذہب ہندو کے اصول کے مطابق پجاری ہیں اور نمازی کہلانا چاہتے ہیں جو نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوگا۔ اسی طرح جو مذہب روحانی یعنی وارثی ہیں وہ کسی بھی ظاہری مذہب کے نہیں پابندی ہی کر سکتے ہیں۔

اس میں کوئی مذہب جو جسمانی نجات عاقبت کے لئے کیا جا سکتا ہے مشرب عشق یعنی روح میں کوئی مذہب نہیں ہے اسی طرح روح والے ایک ہی جیسے باباجگ جیون داس کے یہاں وارثی ایک تاگہ زرد (پیلا) سرکار وارث پاک کا ہے بے حد لوگ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وارثی ہیں وہ وارثی ہو کر اب کسی مذہب کے نہیں ہیں یہ مسلمان ہندو۔ سکھ نہیں رہے یہ صرف وارثی اصول کے پابند ہیں ان کا مذہب کوئی اور نہیں ہو سکتا ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وارثی صرف وارثی مذہب کا ہے اور کوئی مذہب کا نہیں ہے چاہے وہ ہندو۔ مسلم۔ سکھ۔ عیسائی۔ انگریز وغیرہ وغیرہ کے ہوں۔

=:=

ارشاداتِ وارثِ پاک

۱۔ فقیر وہ ہے جو لاطمع رہے

۲۔ فقیر وہ ہے جو انتظام سے علیحدہ ہو۔

۳۔ فقیر وہ ہے جس کی ایک سانس خالی نہ جائے
خدا محض آسمان پر نہیں ہے ہم تم میں چھپ کر سب
کو دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ بس ایک صورت پکڑے
خدا مل جائے گا۔

۴۔ عاشق وہ ہے جس کی ایک سانس بھی یادِ مطلوب
سے خالی نہ جائے۔

۵۔ عاشق کی سانس بلاکسب ذکر عبادت ہے۔

۶۔ عاشق غافل نہیں سمجھا جا سکتا ہے اس کی یہی نماز اور
یہی روزہ ہے۔ عاشق کو خدا معشوق کی صورت میں
ملتا ہے۔

۷۔ محبت عین ایمان۔

۸۔ مذہب عشق میں کفر۔ ایمان سے غرض نہیں جو کچھ ہے
معشوق ہے۔

۹. شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں دل کے
شجرے سے کام ہے۔ محبت کرو بغیر محبت کے
نماز روزہ بھی سب بیکار ہے۔

علماءِ ظاہر کی الٹی چال ہے جو دیکھ کر سجدہ کرے۔
اُسے کافر کہتے ہیں جو بے دیکھے سجدہ کرے اسے مؤمن۔
عشق میں ترک ہی ترک ہے۔ ترک دنیا۔ ترک عقبیٰ۔
ترک مولا ترک ترک اپنا۔
فراق ہے۔ علم اور چیز ہے اور عشق اور چیز ہے۔
جہاں حضرتِ عشق ہیں وہاں علم اور عقل کا کام نہیں رہتا۔
شریعت ایک انتظامی بات ہے۔
اپنے میں جو سانس چلتی ہے یہی ذات ہے بس اس
کی تصدیق مشکل ہے۔

نماز روزہ اور چیز ہے تصدیق اور ہے۔
کتابیں پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا تصدیق اور چیز ہے۔
کافر بھی مثل مومن کے ہے اور واصل مقصود حقیقی
اگرچہ راہ میں اختلاف ہے مگر محبت اہلِ بیت شرط ہے۔
جانتے ہو حج مقبول کس کا نام ہے پھر خود ہی فرمایا عاشق اپنے
معشوق سے مل جائے یہی حج مقبول ہے۔

جو نماز نہ پڑھے ہمارے حلقۂ بیعت سے خارج ہے۔
نماز ضرور پڑھنا چاہیئے یہ نظامِ عالم ہے اگر چھوڑ دی جائے گی تو عالم کے انتظام میں خرابی آجائے گی۔
نماز وہی ہے جو حضورِ قلب کے ساتھ ہو، پھر ایک بار یہ بھی فرمایا کہ نماز برابر پڑھی جاوے۔ اگر تمام عمر میں ایک بھی سجدہ ادا ہو گیا تو کُل نمازیں ہو گئیں۔

نماز روزہ اور ہے ایمان اور ہے۔
نماز تو رُکنِ اسلام ہے۔
جو شخص چُرا چھپا کر نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے۔
اسلام اور چیز ہے،
اور ایمان اور چیز ہے۔

اقوال سرکار وارث پاکؒ

۱۔ نماز روزہ پڑھنے سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا ہے۔
۲۔ نماز جو صنم کے روبرو ہوتی ہے۔ وہ نماز ہے۔
فرمایا۔ فقیر تصدیق کے بعد مستغنی ہو جاتا ہے اَحل

تصدیق کسب نہیں کرتے۔

فرمایا۔ جو خدا کو پہچانتے ہیں۔ وہ بندوں کی پرواہ نہیں کرتے۔

فرمایا۔ تصدیق ہی ایمان ہے جس کو تصدیق نہیں اس کا ایمان کمزور ہے۔

فرمایا۔ کسب پر بھروسہ رہے گا تو تصدیق ہونا محال ہے۔

فرمایا۔ ہماری تسلیم و رضا کی منزل ہے۔ جو خاص اہلِ بیت کی گھر کی چیز ہے۔

فرمایا۔ اپنی تکلیف کو بیان نہ کرے خدا سب دیکھتا ہے۔

فرمایا۔ جن کو تصدیق ہے وہ خدا سے کبھی نہیں مانگتے اور سمجھتے ہیں کہ جو میری قسمت میں ہے وہ ضرور ہو گا۔

فرمایا۔ اپنے میں جو سانس چلتی ہے یہی ذات ہے بس اس کی تصدیق مشکل ہے فرمایا تصدیق ہزاروں میں ایک کو ہوتی ہے۔

فرمایا۔ صاحبِ توحید ہونا آسان مگر صاحب تصدیق ہونا مشکل ہے۔

فرمایا۔ جس کو یہاں تصدیق نہیں وہ کعبہ جاکر کیا کرے
گا وہاں جاکر سوائے پتھر کے اور کیا دیکھے گا
خدا تو ہر جگہ ہے کعبہ تو چھت ہے۔

فرمایا۔ محبت سے کچھ نہیں جب تک دلی تصدیق نہ ہو۔

فرمایا۔ نماز روزہ اور ہے تصدیق اور ہے۔

فرمایا۔ منزلِ عشق میں ذات صفت ہو جاتی ہے۔
اور صفت ذات۔

فرمایا۔ شجرہ وغیرہ ایک رسمی چیز ہے یہاں کس کے
شجرے سے کام ہے۔

فرمایا۔ محبت کرو محبت ہی سے سب کچھ ہے بے محبت
نماز روزہ بھی سب بیکار۔

فرمایا۔ علماءِ ظاہر کی الٹی چال جو دیکھکر سجدے کرے
اسے کافر کہتے ہیں اور جو بے دیکھے سجدے
کرے اسے مومن۔

فرمایا۔ عشق تین حرفوں سے مرکب ہے۔
ع۔ ش۔ ق۔
عین سے عبادت الٰہی مقصود ہے۔
شین سے شجاعت۔
ق سے قربانی نفس۔

فرمایا۔ عاشق دین و دنیا دونوں سے بے خبر اور بے نیاز ہے ۔
فرمایا۔ عاشق کی سانس بلا کسب ذکر و عبادت ہے ۔
فرمایا۔ عاشق غافل نہیں سمجھا جا سکتا اسکی یہی نماز اور یہی روزہ ہے ۔
فرمایا۔ عشق ایک نظیر معشوق ہے اور محبوب کی محبت کے اثرات اس میں کیمیا کی خاصیت رکھتے ہیں۔
فرمایا۔ جس کو معشوق چاہتا ہے عشق کی زنجیر میں جکڑ دیتا ہے ۔
فرمایا۔ کمالِ عشق یہ ہے کہ عاشق سے معشوق ہو جائے ۔
فرمایا۔ جہاں عشق ہے وہاں پابندیاں نہیں اور جہاں پابندیاں ہیں وہاں عشق نہیں۔

گلشن میں ایک شجر ہے جس کو نہیں ہے چین
ظاہر میں حسن ہیں باطن میں ہیں حسین

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وارثی صرف وارثی مذہب کا ہے اور کوئی مذہب کا نہیں ہے چاہے وہ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، انگریز وغیرہ وغیرہ کے ہوں ۔

میں نے اس کتاب کو بہت تفصیل سے گریز کیا کیونکہ بہت ضخیم کتاب ہو جاتی۔ لہٰذا بہت اختصار میں یہ چند باتوں کو ہی تحریر کر کے آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اگر موقع ملا تو پھر جو ہو سکا پیش کروں گا۔ فقط

احقر۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن ہومیو پیتھ

دیویٰ شریف

ضلع بارہ بنکی

(یوپی)